غزوہ خندق کے تناظر میں سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 27 ستمبر 2024ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، یوکے

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ. الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ. اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ. اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ. صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ.

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جیسا کہ میں نے گذشتہ خطبہ میں بھی ذکر کیا تھا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے بھی اُن حالات کا ذکر فرمایا ہے جو جنگ احزاب میں پیش آئے۔

آپؓ فرماتے ہیں کہ چونکہ مدینہ کا کافی حصہ خندق سے محفوظ تھا اور دوسری طرف کچھ پہاڑی ٹیلے اور کچھ پختہ مکانات اور کچھ باغات وغیرہ تھے اس لیے فوج یکدم حملہ نہیں کر سکتی تھی۔ پس کافروں نے مشورہ کر کے تجویز کیا کہ کسی طرح مدینہ میں موجود یہودی قبیلہ بنو قریظہ کو اپنے ساتھ ملا لیا جائے اور اس ذریعہ سے مدینہ تک پہنچنے کا راستہ کھولا جائے۔ چنانچہ بنو نضیر کے رئیس حیی بن اخطب کو مقرر کیا گیا کہ وہ بنو قریظہ کو اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کرے۔ پہلے تو بنو قریظہ کے سرداروں نے انکار کیا لیکن پھر حیی بن اخطب کے سبز باغ دکھانے پر وہ معاہدہ شکنی پر آمادہ ہو گئے۔ بنو قریظہ مسلمانوں کے حلیف تھے اور اگر وہ کھلی جنگ میں شامل نہ بھی ہوتے تب بھی مسلمان یہ امید کرتے تھے کہ ان کی طرف سے ہو کر مدینہ پر کوئی حملہ نہیں کر سکے گا۔ اسی وجہ سے ان کی طرف کا حصہ بالکل غیر محفوظ چھوڑ دیا گیا تھا۔ ایسے وقت میں بنو قریظہ کا دشمن کے ساتھ ملنے سے مدینہ پر حملے کا خطرہ بھی بہت بڑھ گیا تھا۔ بہر حال ان حالات میں مسلمانوں کی فکر قدرتی تھی اور اس کے سدباب کے لیے بھی کوشش ضروری تھی۔ اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کی حفاظت کے لیے پانچ سو افراد متعین کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ بنو قریظہ کے معاہدہ توڑنے کی خبر مسلمانوں تک پہنچ گئی تو ان کا خوف بڑھ گیا

اور ان کو عورتوں اور بچوں کی فکر ہونے لگی۔ جب آنحضرت ﷺ کو یہ خبر ملی تو آپؐ نے حضرت سلمہ بن اسلمؓ کو دو سو افراد اور حضرت زید بن حارثہؓ کو تین سو افراد کے ساتھ مدینے کی حفاظت کے لیے بھیجا اور فرمایا کہ رات کے وقت وہ مختلف جگہوں پر پہرا دیں اور وقتاً فوقتاً تکبیر یعنی اللہ اکبر کے نعرے لگاتے رہیں۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اس کو اس طرح بیان فرمایا ہے کہ اس صورتحال نے جس کی حقیقت کسی سمجھدار شخص پر مخفی نہیں رہ سکتی کمزور مسلمانوں میں سخت پریشانی اور سراسیمگی پیدا کر دی۔ بعض منافقین نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ کہنا شروع کیا کہ یارسول اللہؐ! شہر میں ہمارے مکانات بالکل غیر محفوظ ہیں۔ آپؐ اجازت دیں تو ہم اپنے گھروں میں ٹھہر کر ان کی حفاظت کریں جس کے جواب میں خدائی وحی نازل ہوئی۔ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۚ إِنْ يُرِيدُونَ إِلَّا فِرَارًا۔ یعنی یہ غلط ہے کہ ان لوگوں کو اپنے گھروں کے غیر محفوظ ہونے کا خیال ہے بلکہ بات یہ ہے کہ میدان کارزار سے بھاگنے کی راہ ڈھونڈ رہے ہیں۔ پس ایسے خطرناک وقت میں مسلمانوں کی قلیل جمعیت جن میں بعض کمزور طبیعت لوگ اور بعض منافق بھی شامل تھے کیا مقابلہ کر سکتی تھی؟ بعض اوقات حالات بہت نازک صورت اختیار کر لیتے اور قریب ہوتا کہ کسی کمزور موقعے سے فائدہ اُٹھا کر لشکر کفار حدود شہر کے اندر داخل ہو جائے۔ ان دھاوؤں کا مقابلہ مسلمانوں کی طرف سے عموماً تیروں کے ذریعہ کیا جاتا تھا۔

یہ دن مسلمانوں کے لیے نہایت تکلیف اور پریشانی اور خطرے کے دن تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ان حالات میں سعد بن معاذؓ اور سعد بن عبادہؓ سے فرمایا کہ اگر تم لوگ چاہو تو قبیلہ غطفان کو محاصل میں سے کچھ حصہ دے کر اس جنگ کو ٹال دیا جائے۔ اس پر دونوں نے یک زبان ہو کر کہا کہ یارسول اللہؐ! جب ہم نے شرک کی حالت میں کبھی کسی دشمن کو کچھ نہیں دیا تو اب مسلمان ہو کر کیوں دیں۔ واللہ! ہم انہیں تلوار کی دھار کے سوا کچھ نہیں دیں گے۔ چونکہ آنحضرت ﷺ کو انصار ہی کی وجہ سے فکر تھا جو مدینہ کے اصل باشندے تھے اور غالباً اس مشورہ میں آپؐ کا مقصد بھی صرف یہی تھا کہ انصار کی ذہنی کیفیت کا پتا لگائیں کہ کیا وہ ان مصائب میں پریشان تو نہیں ہیں۔ اور اگر وہ پریشان ہوں تو ان کی دلجوئی فرمائیں۔ آپؐ نے پوری خوشی سے ان کا مشورہ قبول فرمایا اور جنگ جاری رہی۔

اس پریشان کن صورتحال میں مختلف جگہوں پر پہرے میں خود نبی اکرم ﷺ بھی بنفس نفیس موجود ہوتے۔ مدینے کی یہ راتیں سخت سردی کی راتیں تھیں اور بھوک کی مشکلات اس کے علاوہ تھیں۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ اتنا تھکے ہوئے تھے کہ فرمایا: کاش! کوئی نیک آدمی ہوتا تو پہرا

دیتا۔ سعد بن ابی وقاصؓ نے کہا یا رسول اللہؐ! مَیں آپؐ کی حفاظت کے لیے پہرا دیتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: فلاں جگہ جاؤ وہاں خندق کا ایک حصہ کمزور ہے وہاں پہرا دو۔ نبی کریم ﷺ کے جاں نثار صحابہ کا بھی آپؐ سے وفا کا عجیب رنگ تھا اس طرح وہ اپنے آپ کو پیش کر رہے ہیں اور دوسری طرف نبی کریم ﷺ اپنی ذات پر ان سب کو ترجیح دے رہے تھے۔ ایسے شجاع کہ اپنی جان کا کوئی فکر نہیں اہل مدینہ کا فکر ہے اور اس کے لیے اکثر خود جگہ جگہ موجود ہوتے ہیں اور کبھی بظاہر آرام کرنے کے لیے خیمہ میں تشریف لاتے بھی ہیں تو اس کا اکثر حصہ خدا کے حضور سربسجود ہو کر دعائیں کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

اس جنگ کے دوران حضرت صفیہؓ کی بہادری کا واقعہ بھی ملتا ہے۔ حضرت مرزا بشیر احمدؓ لکھتے ہیں کہ مستورات اور بچوں کو شہر کے ایک خاص حصے جو ایک گونہ قلعہ کا رنگ رکھتا تھا میں رکھا جاتا تھا اور ان کی حفاظت کے لیے صرف ایسے مرد رہ جاتے تھے جو کسی وجہ سے میدان جنگ میں جانے کے قابل نہ ہوں۔ یہودیوں نے ایک موقع پر جاسوسی کی غرض سے اپنا ایک آدمی اس محلے میں بھیجا۔ اس وقت اتفاق سے عورتوں کے قریب صرف ایک صحابی حسان بن ثابتؓ موجود تھے۔ عورتوں نے جب اس دشمن یہودی کو ایسے مشتبہ حالت میں اپنے جائے قیام کے آس پاس چکر لگاتے دیکھا تو آنحضرت ﷺ کی پھوپھی صفیہ بنت عبد المطلبؓ نے حسانؓ سے کہا کہ اسے قتل کر دو مگر حسانؓ کو اس کی ہمت نہ ہوئی جس پر حضرت صفیہؓ نے خود آگے نکل کر اس یہودی کا مقابلہ کیا، اسے مار کر گرا دیا اور اس کا سَر کاٹ کر یہودیوں کی طرف گرا دیا تا کہ یہودیوں کو مسلمان عورتوں پر حملہ آور ہونے کی ہمت نہ پڑے اور وہ یہ سمجھیں کہ ان کی حفاظت کے لیے اس جگہ کافی مرد موجود ہیں۔ چنانچہ یہ تدبیر کارگر ہوئی اور یہودی لوگ مرعوب ہو کر واپس چلے گئے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے بھی اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ وہ یہودی تھا اور بنو قریظہ کا جاسوس تھا تو مسلمان اور بھی زیادہ گھبرا گئے اور سمجھے کہ اب مدینے کی یہ طرف بھی محفوظ نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کی حفاظت کو مقدم سمجھا اور بارہ سو سپاہیوں میں سے پانچ سو کو عورتوں کی حفاظت کے لیے شہر میں مقرر کر دیا اور خندق کی حفاظت اور اٹھارہ بیس ہزار لشکر کے مقابلے کے لیے صرف سات سو سپاہی رہ گئے۔

حضرت علیؓ کا عمرو بن عبدودّ کو قتل کرنے کا واقعہ بھی ملتا ہے۔ عمرو بن عبدودّ ایسا بہادر تھا کہ عرب میں ایک ہزار مردوں کے برابر سمجھا جاتا تھا۔ یہ اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ خندق کو پار کر کے آیا اور بڑے متکبرانہ انداز سے آواز لگائی کہ اے جنت کی خواہش کرنے والو! آؤ میں تمہیں جنت میں پہنچا دوں یا تم مجھے جہنم میں

بھیج دو۔ جب اس نے دوسری یا تیسری بار آواز دی تو نبی اکرم ﷺ نے خود اپنا امامہ حضرت علیؓ کے سر پر باندھا اور اپنی تلوار عنایت فرمائی اور دعا دیتے ہوئے مقابلے پر بھیج دیا۔ اُس نے مقابلہ کیا اور حضرت علیؓ نے اُسے قتل کر دیا۔ اُس کے قتل کے بعد اُس کے ساتھی بھاگ گئے۔ ایک روایت کے مطابق ضرار بن خطاب جو کہ حضرت عمرؓ کا بھائی تھا یہ جب بھاگا تو حضرت عمرؓ نے اس کا تعاقب کیا۔ ضرار اچانک رُکا اور حضرت عمرؓ پر نیزے سے حملہ کرنے کو تھا کہ رُک گیا اور حملہ نہیں کیا۔ پھر حضرت عمرؓ کو مخاطب کرتے ہوئے یہ کہا کہ عمرؓ میرا یہ احسان یاد رکھنا کہ میں نے تم پر حملہ نہیں کیا۔ ضرار کا کیا احسان ہونا تھا، ہاں اللہ تعالیٰ کا یہ احسان اُس پر ہوا کہ فتح مکہ کے موقع پر یہی ضرار اسلام لے آئے۔ اسلامی جنگوں میں بھرپور شرکت کی۔ خوب بہادری کے جوہر دکھائے اور جنگ یمامہ میں شہادت پائی۔ بعض کے نزدیک شہادت نہیں پائی بلکہ دیر تک زندہ رہے اور اسلام پر وفات ہوئی۔

بعض روایات کے مطابق عمرو بن عبد وُدّ کے بجائے نوفل بن عبداللہ ایک موقع پر مارا گیا تھا اور اُس کی لاش کے لیے کفار نے آنحضرت ﷺ کو پیغام بھیجا تھا کہ اگر آپؐ اس کی لاش واپس کر دیں تو وہ دس ہزار درہم آپؐ کو دینے کے لیے تیار ہیں۔ اُن لوگوں کا تو یہ خیال تھا کہ شاید جس طرح ہم نے رؤسا بلکہ خود رسول اللہ ﷺ کے چچا کے ناک اور کان اُحد کی جنگ میں کاٹ دیے تھے اس طرح شاید آج مسلمان ہمارے اس رئیس کے ناک کان کاٹ کر ہماری قوم کی بے عزتی کریں گے۔ مگر اسلام کے احکام تو بالکل اور قسم کے ہیں۔ اسلام لاشوں کی بے حرمتی کی اجازت نہیں دیتا۔ چنانچہ کفار کا پیغام رسول کریم ﷺ کے پاس پہنچا تو آپؐ نے فرمایا: اس لاش کو ہم نے کیا کرنا ہے؟ یہ لاش ہمارے کس کام کی ہے کہ اس کے بدلے میں ہم تم سے کوئی قیمت لیں۔ اپنی لاش بڑے شوق سے اُٹھا کر لے جاؤ۔ ہمیں اس سے کوئی واسطہ نہیں۔

حضور انور نے آخر میں ذیلی تنظیموں کے اجتماعات کا ذکر کرتے ہوئے نصیحت فرمائی کہ: ان دنوں میں خاص طور پر دعاؤں میں بہت وقت گزاریں، درود پڑھنے کی طرف توجہ رکھیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق دے۔ اور اجتماع کے مقصد کو پورا کرنے کی کوشش کریں نہ یہ کہ صرف تفریحی پروگراموں میں یا باتوں میں وقت گزاریں۔ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے یہ بابرکت فرمائے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ عِبَادَ اللّٰہِ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ اُذْکُرُوا اللّٰہَ یَذْکُرْکُمْ وَادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ۔